26

1 قرآن مجید، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی رو سے حکومتِ وقت کی اطاعت فرض ہے

2 خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہمیں نام اور مقام چھوڑنے پڑے تو ہم چھوڑ دیں گے لیکن اپنا کام کر کے چھوڑیں گے۔

(فرمودہ 25 جولائی 1952ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''جیسا کہ احباب کو معلوم ہے مختلف شہروں میں ہماری جماعت کے خلاف سخت فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ نے یہ اعلان کیا ہے کہ مجلس احرار کے لیڈروں نے اسے یقین دلا دیا ہے کہ انہوں نے فساد میں کوئی حصہ نہیں لیا اور یہ کہ وہ امن و قانون کو بحال رکھنے کے سلسلہ میں آئندہ بھی مسلم لیگ کی حکومت سے کامل تعاون کریں گے اور حکومت کو علماء کے اس وعدے پر یقین بھی آ گیا ہے۔ لیکن واقع یہ ہے کہ فتنہ ابھی تک جاری ہے اور بعض جگہوں میں اب نئے سرے سے فتنہ سر اٹھا رہا ہے۔ بہرحال جو اطلاعات ہمیں خود احراری کارکنوں ہی سے پہنچی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اندرونِ خانہ کچھ اَور باتیں ہوئی ہیں گو بہرحال احرار ظاہری طور پر ایک وعدہ دے کر اپنے مستقبل کو صدمہ پہنچا چکے ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ دوستوں کو ابھی دعاؤں پر زور دیتے چلے جانا چاہیے تا کہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کی مشکلات کو دور کرے اور اس فتنہ

سے اسے محفوظ رکھے۔ مومن جماعت کا اگر کوئی والی وارث ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوتے وقت جو دعا سکھائی ہے اُس کا ایک حصہ یہ ہے کہ لَا مَلْجَأَ وَ لَا مَنْجَاَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ ۔1 اس میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے یعنی اے اللہ! جس طرح خیر تیری طرف سے آتی ہے اِسی طرح تُو ہی شریر لوگوں کو موقع دیتا ہے کہ وہ تیرے بندوں کے خلاف اپنی من مانی کارروائیاں کریں۔ پس اُن سے اگر کوئی پناہ کا ذریعہ ہے تو وہ بھی تُو ہی ہے۔ پس ہم تیری طرف ہی رجوع کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھی مختلف دعائیں سکھائی ہیں۔ مثلاً آپ نے یہ دعا سکھائی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ.2

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَ انْصُرْنَا وَ ارْحَمْنَا.3

یا آپ کا الہام ہے۔

یَا حَفِیْظُ یَا عَزِیْزُ یَا رَفِیْقُ.4

یہ سب دعائیں ردِّ بلا کے لئے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم اور احادیث کی اَور بہت سی دعائیں ہیں جو خاص طور پر ان دنوں میں کرنی چاہئیں۔

مجھے افسوس ہے کہ اس فتنہ میں چند احمدیوں نے کمزوریاں دکھائی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اکثر اعلانات جو کئے گئے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ لیکن پانچ سات جگہوں پر بعض احمدیوں نے کمزوری بھی دکھائی ہے اور انہوں نے احمدیت سے انکار کر دیا ہے۔ گو لفظ مرزائی کا استعمال کر کے اپنے دل کو خوش بھی کر لیا ہے بعد میں اگرچہ انہوں نے مخفی پیغام بھجوایا ہے کہ ہم احمدی ہی ہیں۔ لیکن دشمن سے ڈر کر انہوں نے کمزوری ضرور دکھائی۔ جماعت کا اگر ایک آدمی بھی کمزوری دکھائے تب بھی جماعت کے لئے یہ ڈر کا مقام ہے اسی لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۔5 ہر کمزوری گناہوں اور غلطیوں کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ تم یہ دعا مانگو کہ اے اللہ! تُو وہ ہمارے گناہ معاف کر دے۔ اسی طرح تُو اس اسراف کو بھی بخش دے جو ہم نے کیا۔ وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔

ہمارے قدموں میں کسی قسم کا تزلزل اور کمزوری پیدا نہ ہو۔ اور نہ صرف ہمارے قدموں میں کسی قسم کا تزلزل اور کمزوری پیدا نہ ہو بلکہ وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۔ ممکن ہے کہ دشمن ہم پر غلبہ پا جائے۔ اس لئے اے اللہ! تُو دشمن کے مقابلہ میں ہماری مدد و نصرت فرما۔

جہاں چند افراد نے بزدلی سے کام لیا ہے وہاں شاندار نمونے بھی ہیں۔ ایک عورت کو کسی نے کہا کہ تیرا بیٹا احمدیت سے تائب ہو گیا ہے۔ اِس پر اُس نے بڑے زور سے کہنا شروع کیا۔ (یاد رکھو وہ اس کا اکلوتا بیٹا ہے۔) اے اللہ! اس کی موت کی خبر میں بے شک سنوں اُس کے ارتداد کی خبر میں نہ سنوں۔ خدام الاحمدیہ ملتان، لائل پور اور بہت سی دوسری جگہوں کے خدام نے بڑی ہمت سے کام لیا ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ ۔ بہرحال فتنہ ہے اور بہت بڑا ہے اور اس کا علاج دعائیں ہی ہیں۔ ہمارا غلبہ تلوار سے نہیں دعاؤں سے ہوگا۔ اور جب ہمارا غلبہ دلیلوں سے ہے تلواروں سے نہیں تو جب خدا تعالیٰ چاہے گا مخالفوں کے دل کھول دے گا۔ دلوں کا تبدیل کرنا جہاں مشکل امر ہے وہاں آسان بھی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ انہیں ایک منٹ کے اندر بدل بھی سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک عرب آیا۔ اُس کا جوش دیکھ کر آپ پر یہ اثر ہوا کہ اگر وہ ہدایت پا جائے تو عرب میں تبلیغ کے لئے مفید رہے گا۔ مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔ آخر آپ نے دعا کی اور دعا کے بعد جب اُس سے چند منٹ بحث کی تو خدا تعالیٰ نے اُس کا دل کھول دیا۔ اور یا تو وہ باتوں باتوں میں گالیوں پر اتر آتا اور یونہی جوش میں آجاتا تھا اور یا وہ آپ کا چند منٹ میں ہی معتقد ہو گیا۔ پس دلوں کا بدلنا مشکل بھی ہے اور آسان بھی ہے۔ خدا تعالیٰ جب چاہتا ہے ایک منٹ میں دلوں کو بدل دیتا ہے۔ بادشاہ تلواروں کی لڑائیاں لڑتے ہیں اور یہ لڑائیاں سالہا سال تک چلتی ہیں۔ قومیں آپس میں گتھم گتھا ہوتی رہتی ہیں لیکن دل بدلتے ہیں تو ایک منٹ میں بدل جاتے ہیں۔ پس دعائیں کرو اور کرتے جاؤ۔ دشمن تلوار چلاتا ہے۔ لُوٹ مار کرتا ہے، آگ لگاتا ہے، بعض احمدیوں کو اس نے قتل بھی کر دیا ہے۔ لیکن تمہاری لڑائی تلواروں کی نہیں۔ تمہاری لڑائی دلیلوں کی ہے اور تمہاری دلیلوں کو مقبول خدا تعالیٰ نے بنانا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ہدایت دے دے تو آج جو شخص تمہارا شدید دشمن ہے ممکن ہے وہ کل کو تمہارا گہرا دوست اور مددگار بن جائے۔

اسی سلسلہ میں میں ایک اَور بات بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں۔ موجودہ شورش سے متاثر ہو کر

ایک انگریزی اخبار کے نمائندے یہاں آئے اور انہوں نے مجھ سے انٹرویو لیا جو سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع ہوا ہے اس میں ایک غلطی رہ گئی ہے جس کی تردید سول اینڈ ملٹری گزٹ کو بھجوا دی گئی ہے اور اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو وہ پرسوں یا اترسوں کے پرچہ میں شائع ہو جائے گی۔☆ اس کے علاوہ باقی انٹرویو جو شائع ہوا ہے وہ قریباً قریباً صحیح ہے۔ میں نے قریباً قریباً صحیح اس لئے کہا ہے کہ عبارت میں بعض معمولی غلطیوں کا رہ جانا ممکن ہے۔ بعض جگہ معروف کی جگہ مجہول فعل استعمال ہو جائے تو مفہوم میں کچھ نہ کچھ فرق پڑ جاتا ہے اور لکھنے والا چاہے کتنا ہوشیار ہو اُس سے اِس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور ان کے نتیجہ میں مطالب میں بھی تھوڑا سا فرق پڑ جاتا ہے۔ لیکن ہر غلطی کی تردید مشکل ہوتی ہے۔ اگر ہر معمولی غلطی کی تردید کی جائے تو گزارہ مشکل ہو جاتا ہے۔ گھروں میں اکثر اِسی قسم کی اکثر غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔ میرے ساتھ بھی گھر میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی پگڑی کا شملہ کوٹ کے اندر رہ جاتا ہے یا اِسی قسم کی اَور کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو بیویاں کہتی ہیں ٹھہریئے ذرا شملہ ٹھیک کر لیں۔ اور بعض دفعہ پگڑی کا کوئی حصہ اونچا ہو جاتا ہے تو اِس پر وہ آواز دینے لگ جاتی ہیں۔ وہ ہمارے ہی مطلب کی بات ہوتی ہے مگر اِتنی چھوٹی کہ جب ضروری کام کے وقت ایسا کیا جاتا ہے تو طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔ بہرحال یہ چھوٹے چھوٹے نقائص ہوتے ہیں انہیں اگر رہنے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔ جب انسان چھوٹی چھوٹی گرفت یا غلطی کی اصلاح میں لگ جاتا ہے تو گزارہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی حالت اُس شخص کی سی ہو جاتی ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نماز کی نیت باندھتے وقت پہلے کہتا تھا پیچھے اس امام کے اور پھر شبہ کرتا تھا کہ شاید اشارہ ٹھیک نہیں ہوا۔ آخر بڑھتے بڑھتے امام کے پاس پہنچ جاتا اور پہلے دُور سے اشارہ کرتا اور پھر امام کو دھکّے دینے لگ جاتا کہ پیچھے اس امام کے تب نماز کی نیت باندھتا۔ پس اتنے وہم میں بھی نہیں پڑنا چاہیے۔ صرف خدا تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جو عیوب سے پاک ہے۔ انسان میں بہت سے عیوب اور نقائص ہیں۔ اور یہ عیوب اور نقائص بعض اوقات اس کے لئے برکت کا موجب بن جاتے ہیں۔

میرے اس بیان میں جو ایک انگریزی اخبار کے نمائندے نے لیا اور وہ سول اینڈ ملٹری گزٹ میں بھی شائع ہوا بعض کمزوریاں رہ گئی ہوں تو ممکن ہے لیکن سوائے اس غلطی کے کہ جس کا ازالہ

☆ یہ ترمیم شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو سول اینڈ ملٹری گزٹ صفحہ 3 مؤرخہ 1952-7-25۔

کیا جا رہا ہے بیان شائع کرنے والے نے اسے نہایت ایمانداری سے شائع کیا ہے۔ ہمارے زودنویس بھی بعض دفعہ لکھنے میں غلطیاں کر جاتے ہیں۔ پس اگر بیان میں کوئی معمولی غلطی رہ گئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ میں اُن کا ممنون ہوں اور اُن کی تعریف کرتا ہوں کہ انہوں نے اِس مضمون کو اِس طرح لکھا ہے کہ شاید کوئی احمدی بھی اس طرح نہ لکھتا۔ اس بیان کی وجہ سے جو بے چینی بعض احمدیوں میں پیدا ہوئی ہے وہ ان کی ناتجربہ کاری اور ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ بعض لوگ کام کے وقت تو آگے نہیں آتے لیکن جرح کے وقت پیش پیش رہتے ہیں۔ بعض لوگوں نے میرے ادب کی وجہ سے یہ لکھ دیا ہے کہ شاید مضمون نویس نے یہ بیان غلط لکھ دیا ہو۔ لیکن میں ایسا آدمی نہیں جو اپنی غلطی کو دوسرے کی طرف منسوب کر دوں۔ اگر بیان میں کوئی غلطی ہے تو وہ میری ہے اور اگر بیان صحیح ہے تو وہ میرا ہے۔ مضمون لکھنے والے نے نہایت دیانت داری سے مضمون لکھا ہے۔ آخر میں اُسے کچھ غلط فہمی ہوگئی ہے جس کی اصلاح کر دی گئی ہے۔ میں پہلے مضمون سنا دیتا ہوں۔ اخباروں کا قاعدہ ہے کہ وہ بعض اہم شخصیتوں کے پاس جا کر اُن پر بعض سوال کرتے ہیں اور پھر اُن کے جوابات حاصل کر کے اپنے اخبار میں شائع کرتے ہیں۔ اس سے اُن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ اگر اُن کے اخبار میں کوئی نیا مضمون آئے گا تو اُن کے اخبار کی قدر و قیمت بڑھے گی۔ اگر وہ عوام الناس کے خیال کے متعلق کوئی روشنی ڈال دیں تو اس سے اخبار کی خریداری میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ عوام میں مقبول ہو جاتی ہے۔ اِسی غرض کے پیشِ نظر ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار میرے پاس آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ احمدیوں کے خلاف یہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ یہ حکومت میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مناسب سمجھا کہ وہ میرے پاس آئیں اور معلوم کریں کہ احمدی کیا چاہتے ہیں۔ آیا احمدی یہ چاہتے ہیں کہ وہ حکومت پر قبضہ کرلیں یا نہیں؟ احراری علماء کے خیال میں (یا اُن کے افتراؤں کے مطابق) احمدی انقلاب برپا کر کے حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ بالکل اُسی طرح جیسے شام میں کئی دفعہ انقلاب برپا ہو چکا ہے۔ اور جیسے اب مصر اور ایران میں انقلاب برپا ہوا۔ اردن میں بھی ایک شکل میں انقلاب برپا ہو چکا ہے اگرچہ وہ پوری طرح نہیں ہوا۔ بہرحال باہر مولویوں کی طرف سے مشہور کیا جاتا ہے کہ احمدی بھی اپنے آدمیوں کو حکومت میں داخل کر کے اس قسم کا انقلاب برپا کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جب یہ پروپیگنڈا سنا تو وہ یہاں آئے اور انہوں نے

مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا ایسا خیال ہے؟ اس کا جواب جوانہوں نے میری طرف منسوب کر کے شائع کیا ہے وہ صحیح ہے۔ میں نے کہا میرے خیال میں ایسا نہیں اور نہ کوئی عقلمند ایسا خیال کرسکتا ہے۔ ہماری جماعت اتنی چھوٹی ہے کہ سینکڑوں میں سے ایک احمدی ہے۔ اگر احمدی حملہ کر کے کراچی کے دفاتر پر قبضہ بھی کر لیں تو وہ کتنے دنوں تک اس قبضہ کو قائم رکھ سکیں گے۔ اکثریت کے پاس اسلحہ ہے، فوج ہے۔ اگر احمدی ایسی حماقت کریں گے تو وہ چند منٹ میں ختم ہو جائیں گے۔ اور وہ کون سا احمدی ہوگا جو ایسا کرے۔ یہ تو ہماری حماقت کی علامت ہوگی کہ ہم ایسا کام کریں جو ایک جاہل سے جاہل شخص بھی نہیں کرسکتا۔ دراصل ان کی غرض تھی کہ عوام الناس کے شبہات دور ہو جائیں اور ان پر واضح ہو جائے کہ احمدی حکومت پر قبضہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ میں نے ان کے امام سے پوچھا ہے۔ انہوں نے اس کی تردید کی ہے۔ میں نے انہیں یہ دلیل دی کہ ایسا کرنا عقلاً بھی درست نہیں۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ خلیفہ کی اطاعت ضروری ہے یا گورنمنٹ کی؟ اگر جماعت اور گورنمنٹ میں اختلافات بڑھ جائیں تو جماعت آپ کی فرمانبرداری کرے گی یا گورنمنٹ کی؟ یہ سوال کئی سال سے چلا آتا ہے۔ انگریزوں کے وقت میں بھی یہ سوال اٹھا تھا کہ ہمارا اور آپ کا اتحاد کیسے ہوسکتا ہے؟ جب کہ جماعت آپ کی فرمانبرداری کو ضروری خیال کرتی ہے۔ اس سوال کا جو جواب میں نے دیا تھا وہ بھی انہوں نے درست لکھا ہے کہ ہماری مذہبی تعلیم یہ ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کی جائے۔ ہم آیاتِ قرآنیہ نکال نکال کر کہتے ہیں کہ حکومتِ وقت کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ ہم احادیث نکال نکال کر کہتے ہیں کہ حکومتِ وقت کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ پھر میں اپنے متبوع کی نافرمانی کیسے کرسکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تو یہی لکھتے آئے ہیں کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کی جائے اور میں خود 35، 36 سال سے یہی کہتا چلا آیا ہوں کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کرو۔ آخر میں اپنے قول کی مخالفت کیونکر کرسکتا ہوں۔ دراصل ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خلیفہ کا محافظ خدا تعالیٰ ہے۔ وہ اس سے ایسی غلطیاں سرزد نہیں ہونے دے گا جو اصولی امور کے متعلق ہوں۔ پس اس سوال کا اصل جواب تو یہ تھا کہ خلیفہ ایسی غلطی نہیں کرسکتا۔ لیکن اس جواب سے غیر احمدیوں کی تسلی نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ وہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے متعلق یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ ایسی غلطی نہیں کرسکتا۔ اِس قسم کے سوال فرضی کہلاتے ہیں۔

ان کے جوابات بھی دیئے جا سکتے ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سوال فرضی ہے اس لئے میں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ لیکن اگر میں ایسا جواب دیتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ غیر احمدیوں کے شُبہات دور نہ ہوتے بلکہ وہ کہتے یہ سوال کو ٹلا گئے ہیں۔ پس میرے اس جواب سے (جو ہوتا تو بالکل درست) سچائی ظاہر نہیں ہوسکتی تھی۔ ایسے موقع پر مناسب یہی ہوتا ہے کہ اس فرضی سوال کا جواب بھی دیا جائے۔ چنانچہ میں نے اس سوال کے جواب میں اس نمائندے سے یہ کہا کہ جب جماعت کا خلیفہ باوجود اِس کے کہ قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کرو، احادیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کرنی چاہیے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت کرو، میں خود 35، 36 سال سے اس بات کی تلقین کر رہا ہوں کہ حکومتِ وقت کی اطاعت ضروری ہے، حکومتِ وقت کی نافرمانی کی تعلیم دے گا تو لازماً جماعت اس سے پوچھے گی کہ یہ حوالے کہاں گئے؟ آپ ہمیں اب کہاں لے جانا چاہتے ہیں؟ درحقیقت ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خلیفہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور وہ اسے اس قسم کی غلطی نہیں کرنے دیتا جو اصولی امور سے تعلق رکھتی ہو۔ پس یہ سوال ہی غلط ہے۔ ایسا موقع آ ہی نہیں سکتا کہ جماعت احمدیہ کا سچا خلیفہ حکومتِ وقت سے بغاوت کی تعلیم دے۔ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہے اور وہ یہ غلطی نہیں کر سکتا۔

لیکن بعض دفعہ فرضی سوال کا فرضی جواب بھی دینا پڑتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی اس قسم کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے کہ تُو ان لوگوں سے کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوتو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کروں گا 6۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہے ہی نہیں تو اس کی عبادت کیسی؟ لیکن اس قسم کے جواب کی ضرورت تھی۔ کیونکہ دشمنانِ اسلام کے دلوں میں یہ شبہات تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اِس کے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاتے ہیں اُس کے بیٹے کے منکر ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان بھی لایا جائے اور اس کے بیٹوں کا انکار بھی کیا جائے۔ گو حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے ہی نہیں۔ لیکن یہ چیز دشمنانِ اسلام کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتی تھی۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح جواب پر اصرار کرتے تو دشمنانِ اسلام آپ کی بات نہیں سمجھ سکتے تھے۔ اس لئے آپ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ جواب دے دیا کہ

اگر خدا تعالیٰ کا کوئی بیٹا ثابت ہو تو تم لوگوں سے بھی پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی عبادت پر تیار ہو جائیں گے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے سچے عاشق ہیں۔

پس اصل بات تو یہ ہے کہ خلیفہ حکومتِ وقت کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ وہ معمولی امور میں غلطی کر سکتا ہے لیکن اہم امور میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ اس کی نگرانی کرے گا اور اہم امور میں غلطی کرنے سے اسے بچائے گا۔ لیکن غیر احمدی یہ چیز نہیں سمجھ سکتے۔ اگر اس سوال کا یہ جواب دیا جاتا کہ خلیفہ ایسی غلطی نہیں کر سکتا تو وہ کہتے کہ خلیفہ انسان ہے اور جب وہ انسان ہے تو وہ غلطی بھی کر سکتا ہے۔ پس اُن کے لئے مناسب جواب یہی تھا کہ فرض کرو یہ مسئلہ نہ بھی ہوتا کہ خدا تعالیٰ خلیفہ کی حفاظت کرتا ہے اور خلیفہ ایسی تعلیم دے دے تو چونکہ وہ تعلیم قرآن و حدیث اور سلسلہ کی تعلیم کے خلاف ہوگی احمدی اُس کی بات کبھی نہ مانیں گے اور کہیں گے ہم تمہاری بات نہیں مانتے کیونکہ تعلیم قرآن و حدیث کے خلاف ہے جس کی رو سے حکومتِ وقت کی اطاعت واجب ہے۔ بہرحال میرا یہ جواب ایک فرضی سوال کا جواب تھا۔ اگر اصل جواب دیا جاتا کہ خلیفہ ایسا کر ہی نہیں سکتا تو غیر احمدی اس جواب کو نہیں سمجھ سکتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی لکھا ہے کہ اگر میرا الہام قرآن کریم کے خلاف ہوتا تو میں اسے پھینک دیتا7 اب اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات قرآن کریم کے خلاف ہوتے تھے۔ بلکہ درحقیقت اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ کے الہامات قرآن کریم کے خلاف جا ہی نہیں سکتے تھے۔ پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ قرآن کریم کے احکام کے خلاف نہیں جا سکتا۔ خلیفہ کے لئے ناممکن ہے کہ احادیث کے خلاف جائے۔ وہ ہمیشہ حکومت کی اطاعت کرے گا کیونکہ اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے متبوع کے خلاف جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ حکومتِ وقت کی اطاعت فرض ہے8 لیکن اگر ہم یہ فرض کریں کہ خلیفہ اس کے اُلٹ جا سکتا ہے تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ جماعت بھی اس صورت میں اس کی نافرمانی کر سکتی ہے۔

پھر ایک سوال یہ کیا گیا کہ اگر گورنمنٹ یہ فیصلہ کر دے کہ احمدی مسلمان نہیں تو آپ کیا کریں گے؟ یہ سوال بھی فرضی تھا۔ اصل جواب تو یہ تھا کہ گورنمنٹ ایسا کیوں کرے گی؟ اگر گورنمنٹ ایسا کرے گی تو وہ بدنام ہو جائے گی۔ لیکن ایک غیر احمدی کے نزدیک یہ بات بھی

قابلِ تسلیم نہیں۔ اُس کے دل میں یہ خیال ہے کہ احمدی کبھی نہ کبھی بغاوت کریں گے۔ مولویوں نے دوسرے مسلمانوں کے دلوں میں یہ ڈال دیا ہے اور ہمیں اُنہیں یہ یقین دلانا ضروری ہے کہ مولویوں کا یہ پروپیگنڈا غلط ہے۔ اگر ہم اس فرضی سوال کا جواب نہ دیتے تو ان کا شبہ قائم رہتا اور اس کی حقیقت نہ کھلتی۔ بے شک یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم فرضی سوالوں سے بچتے رہیں۔ لیکن ہمارا یہ فرض بھی ہے کہ اگر ان فرضی سوالوں کے جواب نہ دینے سے دھوکا لگتا ہو تو ہم عام طریقہ چھوڑ کر اُن کے جواب دیں۔ سوال یہ تھا کہ اگر حکومت احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دے تو آپ کیا کریں گے؟ اس کا ایک ہی جواب ہوسکتا تھا۔ خواہ وہ جواب کسی احمدی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے کہ ہم احمدی نام اُڑا دیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ہمارا نام احمدی نہیں رکھا۔ احمدی نام سینسس (Census) کے لئے رکھا گیا تھا۔ اور اسلام خدا تعالیٰ کا رکھا ہوا نام ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں کہا ہے کہ ہم نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب یہ سیدھی بات ہے کہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز کے لئے قربان کیا جا سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے رکھے ہوئے نام پر جب کوئی مجبوری پیش آئے تو آدمیوں کے رکھے ہوئے نام کو قربان کرنا ہوگا۔ اگر کوئی حکومت یہ فیصلہ کر دے کہ احمدی، مسلمانوں کے حقوق سے محروم ہیں تو وہ ہمارے ناموں سے تو فیصلہ نہیں کرسکتی۔ نام تو ہم سب کے ایک سے ہیں۔ وہ سوال کرے گی کہ تم کون ہو؟ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے نوجوان کہیں گے کہ ہم مسلمان ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہ سوال کریں گے کہ کون سے مسلمان؟ ہم کہیں گے وہی مسلمان جو قرآن میں مذکور ہیں۔ وہ اَور تشریح کروائیں گے کہ کون سے فرقے سے متعلق ہیں کہ قرآن میں جو فرقے لکھے ہوں تو وہ بیان کر دیں۔ میں بتا سکوں گا مجھے تو قرآن میں مسلمان ہی کا لفظ نظر آیا ہے۔ غرض اگر گورنمنٹ قانوناً احمدی لفظ پر پابندی لگا دے گی تو ہمارے لوگ اپنے آپ کو احمدی نہیں کہیں گے بلکہ مسلمان کہیں گے۔ پہلے بھی ایسی شرارتیں کی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک افسر نے آرڈر دے دیا تھا کہ اُس کے ماتحت جتنے افراد ہیں اُن کی فرقہ وار فہرست تیار کی جائے۔ مجھے بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ اب کیا کیا جائے؟ تو میں نے کہا تم اپنے فرقہ کا نام نہ لکھاؤ بلکہ تم کہو ہم مسلمان ہیں۔ اگر وہ پوچھیں کون سے مسلمان؟ تو تم کہو ہم وہی مسلمان ہیں جن کو قرآن کریم نے مسلمان کہا ہے۔ اتنے میں حکومت کو پتا لگ گیا اور اس نے کہا کہ اس قسم کے سوال نہیں کرنے چاہئیں۔ پس ہمارا اصل نام مسلمان ہے۔ صرف دوسرے فرقوں سے اپنے

آپ کو ممتاز کرنے کے لئے ہم نے اپنا نام احمدی رکھا ہوا ہے۔ اور کیا یہ عجیب بات نہیں ہوگی کہ کوئی شخص اُس نام کو تو اہمیت نہ دے جو خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور اس نام کو اہمیت دے جو دوسرے لوگوں سے امتیاز رکھنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ ہمارا نام خدا تعالیٰ نے مسلمان رکھا ہے۔ احمدی نام تو سینسس (Census) میں اپنے آپ کو الگ طور پر دکھانے کے لئے رکھا گیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد جو جلالی نام تھا اور ایک احمد جو جمالی نام تھا۔ یہ زمانہ آپ کی صفتِ جمالی کے ظہور کا تھا اور چونکہ ہم بھی جمالی تعلیم دیتے ہیں اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ احمد سے نسبت رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کا نام احمدی رکھ دیا ہے۔

پس احمدی نام ضرورت کی وجہ سے رکھا گیا ہے کسی الہام کی بناء پر نہیں رکھا گیا۔ اور اس سے زیادہ حماقت اَور کیا ہوگی کہ جانیں ضائع ہوں، نوکریاں جائیں، لڑکوں کی تعلیم بند ہو جائے لیکن ہم اُس نام کو محکمانہ طور پر استعمال کرنے پر اصرار کریں جو ضرورت کی بناء پر دوسرے فرقوں سے امتیاز کے لئے رکھا گیا تھا۔ پس جس مجلس میں اس نام پر پابندی لگائی جائے گی ہم اُس مجلس میں یہ نام چھوڑ دیں گے۔ اگر عدالت میں اِس نام پر پابندی لگائی گئی تو ہم عدالت میں کہیں گے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اگر عدالت سے باہر کوئی پوچھے گا تو ہم کہیں گے کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ جس سے قانون روکے گا ہم رُک جائیں گے۔ فرض کرو اگر حکومتِ پاکستان یہ قانون بنا دے کہ احمدی مسلمان نہیں تو ہم حکومت کے جس دفتر میں جائیں گے اپنے آپ کو مسلمان کہیں گے۔ آخر وہ یہی قانون بنائیں گے کہ وہ مسلمان جو کسی وقت اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتے تھے اب مسلمان نہیں۔ مگر یہ کیسی ہنسی والی بات ہوگی کہ حکومتِ پاکستان ایسے قواعد بنا رہی ہے کہ وہ مسلمان جو کسی وقت احمدی کہلاتے تھے اب مسلمان نہیں رہے۔ پس خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ حربہ دیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ باقی روحانیت میں کوئی اونچا ہوتا ہے اور کوئی نیچا۔ مثلاً آم ہے۔ سڑا ہوا بھی آم ہوتا ہے اچھا آم بھی آم ہوتا ہے۔ ایک اچار والا آم ہوتا ہے دوسرا کھانے والا آم ہوتا ہے۔ ایک کھٹا آم ہوتا ہے تو ایک میٹھا آم ہوتا ہے۔ چاہے تم اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دو آم آم ہی ہے۔ پس نہ ہم دوسروں کو اسلام کے نام سے محروم کر سکتے ہیں اور نہ وہ ہمیں محروم کر سکتے ہیں۔

پھر ایک سوال یہ تھا کہ اگر گورنمنٹ صدر انجمن احمدیہ کو خلافِ قانون قرار دے دے تو آپ کیا کریں گے؟ یہ بھی فرضی سوال تھا۔ اس کا ایک جواب یہ بھی ہوسکتا تھا کہ یہ سوال فرضی ہے۔ گورنمنٹ ایسی پاگل کیوں ہونے لگی کہ وہ یہ خلافِ عقل بات کرے۔ اگر میں یہ جواب دیتا تو غیر احمدیوں کے دلوں میں یہ بات گڑ جاتی کہ انہوں نے جواب سے گریز کیا ہے۔ درحقیقت ان کے ارادے حکومت کے بارہ میں اچھے نہیں۔ پس باوجود فرضی سوال ہونے کے میرے لئے جواب دینا ضروری تھا تا غلط فہمی پیدا ہی نہ ہو۔ اس لئے میں نے جواب دیا کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارا مذہب ہے کہ تم حکومت سے نہ لڑو۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ تم حکومت سے نہ لڑو تم حکومتِ وقت کی اطاعت کرو یا اس ملک سے چلے جاؤ9۔ پس گو میں اس سوال کا یہ جواب دے سکتا تھا کہ یہ فرضی سوال ہے اور میں اس کا جواب نہیں دیتا لیکن سوال کرنے والے نے حکومت کو مدنظر رکھ کر یہ سوال نہ کیا تھا اُس نے یہ سوال پبلک کو مدنظر رکھ کر کیا تھا۔ اور یہ پبلک مولویوں سے متاثر ہوکر میری خاموشی سے یہ نتیجہ نکالتی کہ انہوں نے کسی وقت حکومت سے ضرور لڑنا ہے تبھی جواب سے گریز کر گئے ہیں۔ پس میں نے باوجود سوال کے فرضی ہونے کے اس کا جواب دے دیا اور کہا کہ اگر گورنمنٹ نے صدر انجمن احمدیہ کو خلافِ قانون قرار دے دیا تو ہم اِس کا کوئی اَور نام رکھ دیں گے۔ حکومت آخر نام کو ہی خلافِ قانون قرار دے گی۔ حکومت یہ قانون تو نہیں بنا سکتی کہ سکول بنانا خلافِ قانون ہے، تبلیغ کرنا خلافِ قانون ہے، بیواؤں کی مدد کرنا خلافِ قانون ہے۔ اور یہی کام ہیں جو ہم کرتے ہیں۔ اگر حکومت ایسا قانون بنائے گی تو دوسری حکومتیں اس پر ہنسیں گی۔ پھر دوسری انجمنیں بھی اِس قانون کی زد میں آ جائیں گی۔ پس میں نے اس سوال کا یہ جواب دیا کہ اگر حکومت نے صدر انجمن احمدیہ پر پابندی عائد کر دی تو اس کا نام بدل دیا جائے گا۔ اِس کے سوا اَور جواب کیا ہوسکتا ہے۔ اگر ہم نام نہیں بدلیں گے تو ہمیں حکومت کے ساتھ لڑنا ہوگا اور حکومت کے ساتھ لڑنا ہماری تعلیم کے لحاظ سے ناجائز ہے۔ اور یا پھر ہمیں اپنا کام چھوڑ دینا ہوگا، ہمیں اسلام کی خدمت چھوڑ دینی ہوگی۔ یہ چیز بھی جائز نہیں۔ جب یہ دونوں چیزیں ناجائز ہیں تو وہی چیز باقی رہ گئی جو میں نے کہی ہے۔

ایک شخص نے بڑا تیر مارا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ کیا ہم وہ نام چھوڑ دیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھا تھا؟ مجھے اس پر ہنسی آ گئی کیونکہ یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے جس فقرہ میں رکھا ہے اُس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس انجمن کا مستقل مرکز قادیان رہے گا۔ اگر اس نام کو چھوڑنا حرام تھا تو قادیان کیوں چھوڑا؟ دراصل یہ پیشگوئی ایک لمبے عرصہ کے لئے تھی۔ بیچ میں بعض روکیں بھی آ سکتی ہیں۔ ہمارا اصل کام خدمتِ اسلام ہے ہمیں ناموں اور جگہوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ جس طرح سے ہم یہ کام کرسکیں گے اور جس ملک میں یہ کام کرسکیں گے کریں گے۔ احمدی نام اگر اس کام میں روک بنے گا تو ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس فقرہ میں یہ نام رکھا ہے وہاں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ مقام اس انجمن کا قادیان رہے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کو برکت دی ہے۔ اگر ہم قادیان چھوڑ کر یہاں آ گئے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رکھا ہوا نام ہم کیوں نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر تم وہاں یہ کہتے ہو کہ قادیان چھوڑنے میں ہمارا کوئی اختیار نہیں تھا۔ حکومت نے ہمیں وہاں سے نکال دیا ہم آ گئے۔ تو پھر فرض کرو اگر کوئی حکومت ہماری انجمن کو خلافِ قانون قرار دے دے تو تمہیں اس انجمن کو یا دوسرے لفظوں میں اس کے نام کو چھوڑنا پڑے گا۔ ہمارا اصل کام یہ ہے کہ ہم دنیا میں خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کردیں۔ خواہ یہ کام کسی نام کے نیچے کرنا پڑے۔

واقعہ مشہور ہے کہ کسی راجہ نے بینگن کھائے۔ اسے بینگن اچھے لگے اس نے دربار میں ذکر کیا کہ بینگن بڑی اچھی چیز ہے۔ اِس پر ایک درباری نے کھڑے ہو کر کہا واقعی بینگن بڑی اچھی چیز ہے۔ طب میں اس کی یہ یہ خصوصیات بیان ہیں۔ خون میں گرمی پیدا کرتا ہے، سرد مزاجوں کے لئے مفید چیز ہے، پھر حضور دیکھنے میں اس کی شکل بالکل یوں معلوم ہوتی ہے گویا کوئی صوفی ہے جس نے سر پر سبز امامہ رکھا ہوا ہے اور درختوں کے جھنڈ میں بیٹھا عبادت کر رہا ہے۔ بادشاہ نے دو چار دن متواتر بینگن کھائے تو اُسے بواسیر ہوگئی۔ اُس نے دربار میں پھر اس کا ذکر کیا اور کہا ہم تو سمجھتے تھے کہ بینگن بڑی اچھی چیز ہے یہ تو بڑی نقصان دہ چیز ہے۔ اِس پر وہی درباری پھر کھڑا ہو گیا اور اُس نے کہا حضور! بھلا یہ بھی کوئی سبزی ہے۔ آخر طب میں ایک چیز کے فوائد لکھے ہوتے ہیں وہاں نقائص بھی لکھے ہوتے ہیں۔ اس درباری نے اس کے نقائص گننے شروع کئے۔ پھر کہا حضور! دیکھئے۔ اس کی شکل بالکل ایسی ہے جیسے کسی چور کا منہ کالا کر کے پھانسی پر لٹکایا گیا ہو۔ دوسرے درباریوں نے اُسے ڈانٹا کہ یہ کیا کر رہے ہو؟ اُس دن تو بینگن کی تعریف کر رہے تھے

اب اس کی مذمت کر رہے ہو؟ اُس نے کہا میاں! میں بینگن کا نوکر نہیں راجہ کا نوکر ہوں۔
پس نام میں کیا رکھا ہے۔ نام بے شک مقدس ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے زیادہ مقدس نہیں۔ نام بے شک پیارے ہیں لیکن اسلام کے نام سے زیادہ اَور کوئی پیارا نام نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہمیں نام اور مقام چھوڑنے پڑیں تو ہم انہیں چھوڑ دیں گے لیکن اپنا کام کر کے چھوڑیں گے۔ ہم نے اسلام کا جھنڈا دنیا میں دوبارہ گاڑنا ہے۔ اپنا یا بیگانہ کوئی اعتراض کرے پروا نہیں۔ ہونا وہی ہے جو میں نے کہا ہے اور وہی ایک دن ہم کر کے رہیں گے۔ انشاء اللہ'' (الفضل 29 جولائی 1952ء)

1: بخاری کتاب الوضوء باب فَضْلُ مَنْ بَاتَ عَلَى الوضوء۔
2: ابوداؤد کتاب الوتر باب مَا يَقُوْلُ الرَّجُل اِذَا خَافَ قَوْمًا۔
3: تذکرہ صفحہ 654۔ ایڈیشن چہارم میں یہ دعا ان الفاظ میں ہے رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَ انْصُرْنِيْ وَ ارْحَمْنِيْ۔
4: تذکرہ صفحہ 485 ایڈیشن چہارم
5: آل عمران: 148
6: قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۲﴾ (الزخرف: 82)
7: آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 21
8: روئیداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 619
9: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: 60)
قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ (النساء: 98)